کتاب نما

آزاد ہندوستان میں مسلم تنظیمیں' ایک جائزہ' ڈاکٹر سید عبدالباری۔ ناشر: انسٹی ٹیوٹ آف آبجکیٹو اسٹڈیز' نئی دہلی۔ صفحات: ۳۶۸۔ قیمت: ۲۵۰ روپے۔

تقسیمِ ہند کے بعد بھارت کے مسلمان ایک ایسی انوکھی صورتِ حال سے دوچار ہوئے جو انھیں تاریخ میں اس سے پہلے کبھی پیش نہیں آئی تھی۔ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو بظاہر ''جمہوریت کی نئی صبح'' طلوع ہوئی تھی اور آزادی و مساوات کی بشارت دی گئی مگر حقیقت میں ہندو اکثریت کے غصہ وانتقام کے ایک نئے دَور کا آغاز ہو چکا تھا۔

نئے حالات کے پیشِ نظر اور گوناگوں مسائل سے عہدہ برآ ہونے کے لیے گذشتہ ۵۰ برسوں میں بھارت کے مسلمانوں اور مسلم جماعتوں اور تنظیموں نے طرح طرح کی حکمت عملیاں اختیار کیں۔ اس ضمن میں زیرنظر کتاب میں حسب ذیل مسلم تنظیموں کی کاوشوں اور کوششوں کا جائزہ لیا گیا ہے: جمعیت العلماے ہند' امارتِ شرعیہ بہار واڑیسا' تبلیغی جماعت' جمعیت اہل حدیث' جماعت اسلامی' مسلم لیگ' کل ہند تعمیر ملّت' مجلس اتحادالمسلمین' مسلم مجلس مشاورت' مسلم مجلس' آل انڈیا مسلم پرسنل بورڈ' اسٹوڈنٹ اسلامک مومنٹ آف انڈیا' انسٹی ٹیوٹ آف آبجکیٹو اسٹڈیز' آل انڈیا ملّی کونسل۔

یہ کتاب ایک طرح سے مذکورہ بالا تنظیموں کا تعارف ہے' (مختصر تاریخ' طریق کار اور حکمت عملی کا تجزیہ)۔ مصنف نے صدر یار جنگ' سلیمان ندوی' مناظر احسن گیلانی' مولانا مدنی' مولانا لاہوری' ابوالکلام اور مولانا تھانوی کے نام لے کر' یہ سوال اٹھایا ہے کہ اتنے بڑے ذہن و دماغ کے انسان رکھنے والی اُمت آخر کیوں اپنے پیروں پر کھڑی نہ ہو سکی؟ ڈاکٹر سید عبدالباری کے نزدیک اس کا ایک سبب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہمارے بیشتر علما نے مغرب کے اقتدار اور

جبروت کے اسباب پر کبھی سنجیدگی سے غور نہیں کیا اور اس کی ترقی کے اسباب کا تجزیہ کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی اور صرف انگریز دشمنی کو اپنا مذہب و مسلک بنالیا۔ مزید برآں مغرب کے اُن فلسفوں کا توڑ کرنے کے لیے انھوں نے کوئی بڑا تحقیقی ادارہ قائم نہیں کیا جو پوری دنیا میں اتھل پتھل مچائے ہوئے تھے اور بعض عالی مرتبت علما ذہنی طور پر اشتراکیت سے مرعوب تھے اور مدارس کا ماحول عام طور پر دیگر مسالک کی تغلیط و تردید کا ہی رہا (ص ۵۰-۵۱)۔

مصنف نے جماعتوں اور تنظیموں کے انفرادی کردار، خدمات اور ان کے کارناموں کے ساتھ ان کی خامیوں، ناکامیوں اور کمزور پہلوؤں کی بھی نشان دہی کی ہے۔ مگر مصنف کی تنقید بہت معتدل اور محتاط ہے۔ تبصروں اور تجزیوں میں انھوں نے بہت کچھ سنبھل سنبھلا کر، اور پھونک پھونک کر قدم اٹھایا ہے، اور بالعموم اختلافی پہلوؤں کے ذکر سے گریز کیا ہے۔ مثلاً تبلیغی جماعت کا (مولانا محمد الیاس اور مولانا محمد یوسف کے دَور تک) فقط تعارف کرادیا ہے مگر اب کیا صورتِ حال ہے؟ اس پر، ماسوا دو تین جملوں کے (ص ۱۴۳) کچھ کلام کرنے سے گریز کیا ہے--- جماعت اسلامی کی کمزوریوں کی طرف ہمدردانہ اشارے بھی کیے ہیں (ص ۱۹۹-۲۰۰)۔

ڈاکٹر سید عبدالباری ایک تجربہ کار معلّم اور اُردو کے معروف ادیب و شاعر اور نقاد ہیں۔ انھیں یہ علمی منصوبہ، دہلی کے انسٹی ٹیوٹ آف آبجکٹیو اسٹڈیز کی طرف سے سونپا گیا تھا۔ ان کا کام بہت اہم مگر اتنا ہی نازک تھا۔ کتاب میں (''اگرچہ''...... ''پھر بھی'' کے اسلوب کے ذریعے) ترازو کے دونوں پلڑے برابر رکھنے کی سعی نظر آتی ہے۔ مجموعی طور پر ان کے ہاں اُمید افزا پہلو غالب ہے۔ اس طویل تجزیے کا اختتام بھی ان سطور پر ہوتا ہے کہ ۵۰ سال کی طویل سیاہ رات کے بعد آفتابِ تازہ کا طلوع زیادہ دُور نہیں اور راقم کو اس صبحِ روشن کے قدموں کی آہٹ صاف طور پر سنائی پڑ رہی ہے۔ (رفیع الدین ہاشمی)

تصویرِ حیات، پروفیسر ڈاکٹر سعید اللہ قاضی۔ ناشر: تنظیم اساتذہ پاکستان، ۳- بہاول شیر روڈ، مزنگ، لاہور۔ صفحات: ۴۱۶۔ قیمت: ۱۰۲ روپے۔

یہ ایک ایسے معلّم اور مصنف کی آپ بیتی ہے جو ریاست دیر جیسے دُور افتادہ اور پس ماندہ